غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری میں موجود روایاتِ صلح کا ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Hadiths of reconciliation in Ghunyah al-Qari Sharh Sahih al-Bukhari

محمد طاہر* ڈاکٹر سلیم الرحمٰن**

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v5i2.354

Received: December 17,2022
Accepted: December 24, 2022
Published: December 30,2022

Abstract

Ghaniyyah al-Qari is the commentary of the most authentic book of hadith "Sahih Al Bukhari" whixh is a hand-written manuscript. The author has discussed in detail every matter in Bukhari, One of these matters is reconciliation. After defining it, the author has explained it by quoting several hadiths on its importance. The importance of reconciliation in Islamic law has been presented in the Qur'an and Sunnah. Guiding the people was the duty of all the Prophets and those who believed in them. The Prophet (ﷺ) went to make peace between the two groups, as narrated by Sahl ibn Sa'ad, and the Messenger of Allaah (ﷺ) said: The Shari'ah has made it permissible to lie when reconciling between two groups. As the Prophet (ﷺ) said: there are three occasions where there is room for lying: At the time of reconciliation between husband and wife, During the war, and when making peace between people, Reforming people is better than fasting, Reconciliation attracts people to love each other.

It is a testament to regional development and peace. It pushes people towards good deeds. The Author of Ghunyat Al Qari discussed the Topic in detail in the light of Hadiths and Asar.

Keywords: Ghunyah al-Qari, Sharh Sahih al-Bukhari, reconciliation, Hadiths, Muhammad.

تمہید

---

* پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اسلامک تھیالوجی اسلامیہ کالج پشاور
** ایسوسی ایٹ پروفیسر آف اسلامک سٹڈیز، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور

اسلامی شریعت نے بندوں کے دلوں میں اتحاد کی تلقین کی ہے، کہ آپس میں محبت سے رہو، ارشاد خداوندی ہے: لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں محبت ڈال کر اکٹھا کر دیا، کیونکہ وہ غالب، حکمت والا ہے[1]۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ لوگوں کے درمیان صلح کرے، جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: "وَالصُّلْحُ خَيْرٌ"[2] اور آپس میں صلح کرنے میں ہی بہتری ہے۔ اس آیت کریمہ میں امن کی اہمیت اور اس کی ضرورت کے بارے میں وضاحت کی گئی کہ ہمیشہ اس کی ضرورت ہے اور صلح لوگوں کے درمیان میل ملاپ پیار لاتا ہے، گھروں میں محبت، امن کی تعمیر کو ہمیش آباد رکھتا ہے اور محلوں، آس پاس کے لوگوں میں سلامتی پیدا کرتا ہے۔

جائزہ ادب:

صلح کرانا تنازعات، جھگڑوں کو ختم کرنے میں اور دنیا میں سلامتی کا ایک بڑا سبب ہے اور پھر لوگ اپنے آپ کو اچھے کاموں ملکی ترقی کے لیے فارغ کر دیتے ہیں، اسی لیے صلح کی فضیلت کے بارے میں کتابیں، رسائل اور تحقیقی مقالے، ریسرچ پیپرز اور مختلف طریقوں سے اس کے فوائد لکھے گئے ہیں، مگر شیخ عبد الخالق[3] باجوڑی کا اسلوب، منہج دوسروں کے اسلوبوں سے جدا ہے، اسی اس لیے میں نے شیخ عبد الخالقؒ کا اسلوب صلح کی فضیلت، حکم کے بارے میں اختیار کیا۔

آپ کا اسلوب ذیل ہے:

1۔ بخاری شریف کی حدیث کی تشریح کرتے وقت اسے عام اسلوب کے مطابق بیان کرتا ہے، جیسا کہ اکثر محدثین شارحین کی عادت ہے جیسے: أرض سبخة بكسر الباء أي ذات سباخ و ترجمته بالبشتو" زمكه خوره ناكه"۔ إليك عني إسم فعل بمعنى تنح عني فقال رجل من الأنصار [4]۔ شور زمین جو شوریت کی بنا ویران پڑی رہے، سین پر کسرہ (زیر) ہے اس زمین کو کہتے ہیں کہ اس کی اوپر کی طرف نمک جیسے ہو اور کاشت اور سبزہ اُگنے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو، (شارحؒ نے پشتو میں معنی کیا ہے" زمكه شوره ناكه"۔ ذرا آپ دور ہی رہئیے مجھ سے اس کو اسم فعل کہتے ہیں اس کا معنی ہے مجھ سے دور ہو جاؤ، اس پر ایک انصاری صحابی بولے کہا گیا ہے کہ یہ (انصاری صحابی) ابو عبیدہ بن الجراح تھا۔

2۔ آپؒ اس باب (ٹاپک) سے متعلقہ فقہی مسائل کا تذکرہ کرتا ہے اور اس کے بعد حدیث میں فقہاء اور محدثین کے اقوال کو دلائل کے ساتھ واضح کرتا ہے اور اپنی رائے کے مطابق راجح قول کو ترجیح دیتا ہے۔

"وتغريب عام"فدل ذلك أن لا تسافر المرأة في حد الزنا ثلاثة أيام بغير محرم---[5]۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو زنا کی سزا کے لیے تین دن تک بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں اور اس میں عورتوں سے زنا کے متعلق سزا کے طور پر جلاوطنی باطل ہے اور مردوں سے بھی جلاوطنی باطل ہے کیونکہ کہ جب آزاد عورتوں سے جلاوطنی اٹھائی گئی تو یہ جلاوطنی آزاد مردوں سے دفع ہونے کی دلیل ہے۔ عینی میں ہے اگر میں یہ کہوں کہ احناف اس بات کے پابند ہیں جو انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ عورتوں کو تین دن سے کم سفر کرنے سے نہیں روکتے۔ میں (شارح) کہتا ہوں: ان کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جلاوطنی اس وقت تک سزا نہیں ہے جب تک کہ وہ اسے جتنا استعمال نہ کرلیں، جتنا ہو سکے بلکہ یہ تعزیری (تادیبی) سزا کا معاملہ ہے۔

3۔ جب وہ حدیث کی وضاحت کرتا ہے تو قرآنی آیات، احادیث نبوی اور ماہرین احادیث کے اقوال کا تفصیل سے ذکر کرتا ہے۔

عسيفا" (دہاتی نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میرے بیٹے کو) مزدوری پر لیا اور اس کے بغیر صرف اشارہ کہا ہے اس بات کا کہ بدلہ (مزدوری) مقرر ہے چونکہ اس نے کام مکمل کر لیا ہے اور یہ اس لفظ کے متبادل ہے کہ کہنے سے معلوم نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے: تم آخرت کے بدلے کے بجائے دنیا کی زندگی پر راضی ہو۔" **أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ**"[6]۔"

4۔ ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت کا خاص خیال رکھ کر ذکر کرتا ہے، جیسے:۔**إذهبوا بنا نصلح هذا محل المطابقة للترجمة و فيه من تواضع النبي ﷺ ما لا يخفي**[7]۔ مطلب ہمیں لے جاؤں تاکہ ہم صلح کرا دیں پھر اس صورت میں باب (مسئلہ) کے ساتھ موافقت ہو گی۔ (اس حدیث میں فوائد) اور اس حدیث میں آپ ﷺ کی تواضع کا ذکر ہے جو کسی سے چھپی ہوئی بات نہیں

ہے۔دوسری چیز آپ ﷺ کا صلح کرانے کے لیے اپنے ساتھیوں سمیت نکلنے کا بیان ہے،جب ان کے آپس میں جھگڑا کرتے وقت صلح کے واسطے تشریف لے گئے تھے۔5۔ حدیث میں اعلام کا ذکر ہو،تو اس کی تفصیل ذکر کرتا ہے،جیسے: لإبن أبي قحافه إسمه عثمان بن عامر القرشي أسلم عام الفتح وعاش إلى خلافة عمر رضي الله عنه[8]۔ علامہ عینیؒ نے ذکر کیا ہے کہ ابن ابی قحافہ کا نام عثمان بن عامر قرشی تھا اور فتح مکہ کے سال اسی موقع پر اسلام میں داخل ہوا۔اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک زندہ رہا۔اور ابو بکرؓ کو کچھ نہیں کہا کہ وہ اپنے آپ کو ان کے سامنے چھوٹا اور ہلکا سمجھا۔

6۔ وہ احادیث کو ان سے حاصل ہونے والے فوائد کے ساتھ جوڑتا ہے اور روایتوں کے درمیان تطبیق(جوڑنے کی کوشش کرتا ہے اور زیادہ صحیح کو ترجیح دیتا ہے۔

7۔ یہ کہ طلباء کو علم حاصل کرنے اور اہم ترین مواضع کو حفظ کرنے میں جدوجہد کرنے پر اکساتا ہے۔

صلح کا لغوی مفہوم: علامہ الأزہري، محمد بن أحمدؒ کہتے ہیں: آپس میں امن کے ساتھ رہنے کے معنی میں آتا ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑے کی ضد ہے۔[9] علامہ ابن منظور الافریقیؒ لکھتے ہیں: **وهو في الأصل من الصلاح ضد الفساد**[10]۔اور حقیقت میں صلح فساد کی ضد ہے۔[11]

فقہاء کی اصطلاح میں صلح کا مفہوم: علامہ العینیؒ شارح ہدایہ(المتوفى: 855ھ) لکھتے ہیں: "**عقد وضع لرفع المنازعة**"[12]۔اس معاملے کو کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعہ جھگڑے،عدالتی خصومات ختم ہو جاتے ہیں[13]۔

صلح کے شرعی مفہوم: علامہ نظام الدین البلخیؒ کہتے ہیں: "**فَهوَ أَنَّهُ عَقْدٌ وُضِعَ لِرَفْعِ الْمُنَازَعَةِ بِالتَّرَاضِي**"[14] اور شریعت میں صلح اس عہد کو کہتے ہیں کہ جو دعویٰ کرنے والا اور جس پر دعویٰ کیا گیا ہے آپس میں بگڑتی ہوئی حالت کو ختم کرکے درست کرنے کا نام ہے۔

صلح کی فضیلت، افادیت: صلح کی فضیلت، افادیت کے بارے میں اللہ پاک نے اپنی کتاب عزیز میں کئی جگہ تصریح کی ہے، ان میں سے چند ذیل ہیں: ارشاد ربانی ہے:

1۔ "لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ"[15] ۔ کوئی فائدی نہیں ان زیادہ جرگے کرنے میں ہاں! مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ صدقہ کرنے کو یا نیک کام کو یا لوگوں کے درمیان صلح کرنے میں مشغول ہوں۔ اور جو کوئی خدا کی خوشنودی کے لیے ایسا کرے گا، ہم اسے بہت بڑا اجر دیں گے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

2۔"وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا"[16]۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔

3۔" فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ"[17]۔ اگر کسی بیوی کو شوہر کی طرف سے زیادتی یا بیزاری کا اندیشہ ہو، تو ان میاں بیوی کے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ آپس کے اتفاق سے کسی قسم کی صلح کرلیں اور صلح کرلینا ہی بہتر ہے۔

4۔"وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ "[18]۔ اور تمہارے درمیان ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے، جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کی تلقین کریں، اور برائی سے روکیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

5۔"وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ"[19]۔ اور اللہ (کے نام) کو اپنی قسموں میں اس غرض سے استعمال نہ کرو کہ اس کے ذریعے نیکی اور تقوی کے کاموں اور لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے سے بچ سکو اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ مذکورہ آیاتیں صلح، امن کی فضیلت اور انفرادی، اجتماعی مسائل حل کر کے اس کے فوائد کی وضاحت کرتی ہیں۔ اور خاص کر آخری آیت میں وہ یہ ہے کہ ایسی قسم کھانے سے منع کر رہی ہے البتہ اگر قسم کسی واجب امر کے بارے میں ہو۔ یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے بارے میں ہو، تاکہ وہ اپنے حلف سے دستبردار ہو جائے جو خدا تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

مذکورہ آیات کی تفسیر کے بارے میں مفسرین کے اقوال:

امام ابن جریر الطبریؒ نے فرمایا: اس قول کا مطلب ہے: اور اللہ (کے نام) کو اپنی قسموں میں اس غرض سے استعمال نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کے لیے طاقت نہ بناؤ، کہ تم نہ تقویٰ اختیار کرو گے اور نہ لوگوں کے درمیان صلح کروگے، لیکن اگر تم میں سے کوئی قسم کھاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس سے دوسری جانب بہتر ہے جو اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ نیکی اور لوگوں کے درمیان صلح کو نظر انداز کرتا ہے، وہ اپنی قسم کو توڑ دے، نیکی کرے، خدا سے ڈرے، لوگوں کے درمیان صلح کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔[20]۔

صحیحین کی روایت لفظ مسلم شریف کا ہے:6۔۔۔"مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا"[21]۔ ابو حازم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا: ایک آدمی رات کی تاریکی گہری ہونے تک نبی ﷺ کے پاس رہا، پھر اپنے گھر لوٹا تو اس نے بچوں کو سویا ہوا پایا، اس کی بیوی اس کے پاس کھانا لائی تو اس نے قسم کھائی کہ وہ بچوں (کے سو جانے) کی وجہ سے کھانا نہیں کھائے گا، پھر اسے (دوسرا) خیال آیا تو اس نے کھانا کھالیا، اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی قسم کھائی، پھر اس نے کسی دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھا تو وہ وہی کام کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

امام ابن جریر الطبریؒ کہتے ہیں:"أو إصلاح بين الناس"[22]۔ اور یہ کہ اختلاف کرنے والوں یا آپس میں جھگڑے کرنے والوں کے درمیان صلح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اصلاح کی اجازت دی ہے، تاکہ لوگ اس کی طرف واپس ہو جائے جس میں ان کی الفت، محبت اور اجتماعیت ہو، جس پر اللہ پاک نے اجازت اور حکم دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خبر دے کر بتایا کہ آپس میں صلح کرنے والوں سے کیا وعدہ کیا ہے، تو فرمایا: " فسوف نؤتيه أجرًا عظيمًا"[23]۔ اور جو کوئی خدا کی خوشنودی کے لیے ایسا کرے گا، ہم اسے بہت بڑا اجر دیں گے۔ وہی ذات کہتا ہے: ہم اسے اس کا اجر دیں گے جو اس نے بہت اچھا کیا ہے، اور اس کی مقدار کی کوئی حد نہیں ہے جسے خدا نے "عظیم"

کہا صرف اور وہ اللہ پاک کے سوا کوئی نہیں جانا جاتا ہے۔[24] امام قرطبیؒ اس فرمان الٰہی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ"[25] آپس میں جھگڑے کرنے والوں کے درمیان صلح ہے۔ یہ حکم عام ہے خون، مال اور عزت میں اور ہر اس چیز میں جو مسلمانوں کے درمیان جھگڑے اور اختلاف پیدا ہوں اور ہر اس بات میں جو اللہ کی رضا کے واسطے ہو۔ "مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ اثْنَيْنِ أَعْطَاهُ اللَّهُ بِكُلِّ كَلِمَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ"[26]۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دو فریقوں میں صلح کرائے گا، اللہ تعالیٰ اسے ہر بات پر ایک غلام آزاد کرنے کا اجر عطا فرمائے گا۔ "أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى صَدَقَةٍ يُحِبُّهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ ---"[27]. اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ صدقہ نہ بتاؤں؟ جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ پسند کرتے ہیں اور ان کے درمیان صلح ہو جائے گی، اگر وہ بد عنوان ہو گئے ہیں اور اگر وہ بہت دور ہیں تو آپ انہیں ایک دوسرے کے قریب لائیں گے۔" وَمَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ اثْنَيْنِ"[28].

مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اسْتَوْجَبَ ثَوَابَ شَهِيدٍ "[29]۔ امام اوزاعیؒ نے کہا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قدم اس سے بڑھ کر محبوب نہیں ہے کہ کسی شخص کی اصلاح کے لیے قدم اٹھایا جائے۔ اور جو شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کر لے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جہنم کی آگ سے آزادی فرمائے گا۔ جس نے دو بندوں کے درمیان میں صلح کرائی وہ شہید کے ثواب کا مستحق ہے۔

شیخ الحدیث محمد عبد الخالقؒ پہلی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:[30] کہ لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے میں جب لوگوں کے درمیان جھگڑا اور دشمنی ہوتی ہے۔ اور جو بھی ایسا اچھا عمل کرتا ہے ۔ اللہ پاک کو راضی کرنے کی غرض سے یعنی دنیاوی معاملات کے علاوہ اس کی خوشنودی حاصل کرنا، اس میں خلوص نیت سے، اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر کی امید رکھنے کے واسطے، تو ہم ضرور اسے اجر عظیم دیں گے۔[31]

محمد بن کعب القرازی: عبد اللہ بن ثابت نے کہا: میں محمد بن کعب کے پاس بیٹھا تھا، تو محمد نے ان سے کہا: تم کہاں تھے؟ میری قوم کے درمیان کوئی بات تھی تو میں نے ان کے درمیان صلح کر

لی، آپؐ نے فرمایا: تم خدا کی راہ میں مجاہدین کے انعام کے برابر ہو گئے ہو۔ پھر آپ نے تلاوت فرمائی: أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ"[32] ۔"ان کی زیادہ تر خفیہ گفتگو میں کوئی بھلائی نہیں سوائے اس کے جو صدقہ، احسان یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے۔۔[33] ۔

سنت نبوی کی روشنی میں صلح کی اہمیت:

لوگوں کے درمیان صلح اگر مسلمانوں میں دشمنی اور اختلاف ہو تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرائے۔ اس مشکل کے حل کے لیے صحیح احادیث ان کی فضیلت میں حاصل ہوئیں جن میں درج ذیل ہیں:عن أَنَس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ[34]، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا۔۔أُنْزِلَتْ "وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ المُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا"[35]۔انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا، اگر آپ عبداللہ بن ابی) منافق (کے یہاں تشریف لے چلتے تو بہتر تھا۔ آپ ﷺ اس کے یہاں ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم پیدل آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جدھر سے آپ ﷺ گزر رہے تھے وہ شور زمین تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے یہاں پہنچے تو وہ کہنے لگا ذرا آپ دور ہی رہئیے آپ کے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے۔ اس پر ایک انصاری صحابی بولے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔ عبداللہ) منافق (کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص اس صحابی کی اس بات پر غصہ ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے اور ہاتھا پائی، چھڑی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی:اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ صلح کی فضیلت میں جو روایت بیان کی گئی ہے:اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں مخالفوں میں صلح کرانے کے لیے خود نکلے تھے۔ شیخ محمد عبدالخالقؒ نے کہا: آپ ﷺ کا ان کی طرف نکلے تاکہ ان کو تبلیغ کریں۔ اور آپ ﷺ اُمید رکھتے تھے کہ جو لوگ اُس کی پیروی کرتے ہیں اُن کو نجات مل جائے گی، کیونکہ وہ اپنی قوم میں ایک سردار تھا، یہاں تک کہ

اہل مدینہ نے دعویٰ کیا کہ وہ عبد اللہ بن سلول کو امارت کا تاج پہنائیں گے اور یہی چیز انہیں نفاق اور دین اسلام سے انحراف کی طرف لے گئی، آپ ﷺ ان کی طرف تشریف آوری سب سے بڑی اصلاح ہے۔[36]۔ آیت کریمہ کا سبب نزول:

1۔ایک مذکورہ بالا روایت ہے۔2۔امام کلبیؒ نے کہا: سمیر کی جنگ کے بارے میں نازل ہوئی جس نے حاطب کو قتل کیا گیا جس سے اوس اور خزرج آپس میں لڑ پڑے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنے نبی اور مومنین کو ان کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیا۔[37]۔3۔امام سدیؒ نے کہا کہ انصار میں سے ایک عورت کو ایک آدمی کے نکاح میں تھی اس کو "أم أيد" کہا جاتا تھا، اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان کوئی اختلاف تھا۔ اسے اس کو اوپر منزل میں لے جایا گیا، اور اس نے اسے اس میں بند کر دیا، اور یہ خبر اس کی قوم ل تک پہنچی۔ چنانچہ اس کی قوم آئی اور اس کے لوگ آئے اور آپس میں ہاتھ اور جوتوں سے لڑے[38]۔تو یہ آیت نازل ہوئی: اور یہ کہ مومنین کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑے نا کے درمیان صلح کر لیں۔"وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا"[39]۔

2۔۔۔ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ ۔۔۔"[40]۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) قباء کے (بنو عمرو بن عوف میں آپس میں کچھ تکرار ہو گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اپنے کئی اصحاب کو ساتھ لے کر ان کے یہاں ان میں صلح کرانے کے لیے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا، لیکن آپ ﷺ تشریف نہ لا سکے۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اذان دی، ابھی تک چونکہ آپ ﷺ تشریف نہیں لائے تھے اس لیے وہ) آپ ﷺ ہی کی ہدایت کے مطابق (ابو بکرؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ نبی کریم ﷺ وہیں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے، کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اگر تم چاہو۔

3۔ فَقَالَ: إِذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ "[41]۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قباء کے لوگوں نے آپس میں جھگڑا کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک نے دوسرے پر پتھر پھینکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" چلو ہم ان میں صلح کرائیں گے۔

4۔"قال رسول الله ﷺ يعدل بين الناس صدقة "[42]۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان عدل) انصاف (کرنا صدقہ ہے۔

5۔" قَالَ: إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ"[43]۔ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو درجے میں روزے، نماز اور زکاۃ سے بڑھ کر ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: آپس میں میل جول کرا دینا، اور آپس کی لڑائی اور پھوٹ تو سر مونڈنے والی ہے۔

حدیث کی تشریح: محمد شمس الحق عظیم آبادی نے کہا: اور حدیث میں آپس میں صلح کرنے کی ترغیب اور تیزی دی گئی ہے۔ اور اس میں فساد سے بچنا ہے، کیونکہ اصلاح خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا سبب ہے، مسلمانوں میں تفریق نہ ہونا آپس میں بدعنوانی مذہب میں شگاف، عیب ہے، جس نے اس کو درست کیا اور اس کی خرابی کو دور کیا وہ روزے دار اور رات کے وقت کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہونے والے درجے سے زیادہ حاصل کرے گا۔[44] وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے:

1۔لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، أَوْ يَقُولُ خَيْرًا"[45]۔ ام کلثوم بنت عقبہ نے انہیں خبر دی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔

شیخ عبد الخالقؒ نے کہا: لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں جو جھوٹ بولا جاتا ہے اس میں کوئی پکڑ نہیں ہے، کیونکہ اس میں فساد کو دور کرنے اور برائیوں کو دباناہے[46] ۔ترمذی کی روایت میں ہے:

2۔**"لا یحل الکذب إلا في ثلاث: یحدث الرجل امراته لیرضیها"**[47]۔کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صرف تین جگہ پر جھوٹ جائز اور حلال ہے، ایک یہ کہ آدمی اپنی بیوی سے بات کرے تاکہ اس کو راضی کرلے، دوسرا جنگ میں جھوٹ بولنا اور تیسرا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا۔

3۔**قوله ﷺ تعدل بَین الْإِثْنَیْنِ أَي تصلح بَینهمَا بِالْعَدْلِ"**[48] ۔امام سیوطی نے کہا: آپ ﷺ کا یہ قول دوآدمیوں کے درمیان عدل کرنا، یعنی ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دیں۔ وضاحت: اور جو کچھ اس روایت میں آیا ہے وہ صرف توریہ (متکلم کی مراد ایک ہو اور سننے والے کے اور ہو) مثلاً تم ظالم سے کہتے ہو کہ میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں اور تم اسے چاہتے ہو۔ آپ یہ کہے: کہ اے اللہ! تمام مسلمانوں کو معاف فرما۔ اور اپنی بیوی سے وعدہ کریں اور آپ کا مقصود خدا کی تقدیر ہو۔ اور لوگوں کے درمیان صلح بھی ایسا ہی ہے کیونکہ جنگ میں آپ اپنے آپ سے طاقت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور آپ کے ساتھیوں کی بصیرت اور آپ کے دشمن کے خلاف سازشیں کرنے والی باتیں کرتے ہیں۔**"لأن الحرب خدعة"**[49] کیونکہ جنگ ایک فریب ہے۔**و لیس لاحد أن یخبر عن شئ بخلاف ماهو علیه**[50]. اور کوئی اس کے علاوہ کچھ نہیں بتاسکتا کہ یہ کیا ہے۔

4۔**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالاَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ،**[51]۔ ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی آیا اور عرض کیا، یارسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کر دیجئیے۔ دوسرے فریق نے بھی یہی کہا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ آپ ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کر دیں۔ دیہاتی نے کہا کہ میرا لڑکا اس کے یہاں مزدور تھا۔ پھر اس نے اس کی بیوی سے

زنا کیا۔ قوم نے کہا تمہارے لڑکے کو رجم کیا جائے گا، لیکن میں نے اپنے لڑکے کے اس جرم کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک باندی دے دی، پھر میں نے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے ملک بدر کر دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ ہی سے کروں گا۔ باندی اور بکریاں تو تمہیں واپس لوٹا دی جاتی ہیں، البتہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے ملک بدر کیا جائے گا اور انیس تم) یہ قبیلہ اسلم کے صحابی تھے (اس عورت کے گھر جاؤ اور اسے رجم کر دو) اگر وہ زنا کا اقرار کر لے (چنانچہ انیس گئے، اور) چونکہ اس نے بھی زنا کا اقرار کر لیا تھا اس لیے (اسے رجم کر دیا۔

5۔قال رسول اللہ ﷺ من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد[52]۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جس نے ہمارے دین میں از خود کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رد ہے۔ اس کی روایت عبداللہ بن جعفر مخرمی اور عبدالواحد بن ابی عون نے سعد بن ابراہیم سے کی ہے۔ شیخ عبد الخالقؒ نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: اس روایت میں باطل پر صلح کو رد کیا گیا ہے[53]۔**6۔الصُّلْح جَائِز بَيْنَ الْمُسْلِمِين، إلاَّ صُلْحا حَرم حَلاَلا، أَوْ أَحَلَّ حَرَاما"**[54]۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صلح مسلمان کے درمیان نافذ ہو گی سوائے ایسی صلح کے جو کسی حلال کو حرام کر دے یا کسی حرام کو حلال۔ اور مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔ سوائے ایسی شرط کے جو کسی حلال کو حرام کر دے یا کسی حرام کو حلال۔

نتائج البحث:

1۔ صلح کرانے کا اسلامی قانون میں ایک اعزاز ہے، جیسا کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت میں بیان کیا گیا ہے۔

2۔ لوگوں کے درمیان صلح کروانا تمام انبیاءؑ کا اور ان کے پیروکاروں کام ہے، قیامت تک۔

3۔ آپ ﷺ خود دونوں مخالفوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے نکلے اور فرمایا: سہل بن سعدؓ سے کہ: **إذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ"**[55]۔ ہمارے ساتھ چلو، ہم ان سے صلح کر لیں گے۔

4۔شریعت نے لوگوں کے درمیان مصالحت میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "**ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس**"[56]۔وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے۔

5۔دواختلافی فریقوں کے درمیان صلح کرانے والے کو روزے اور صدقہ دینے کا درجہ حاصل ہے۔

6۔ صلح میل ملاپ پیار لاتا ہے،علاقائی تعمیر میں اور ساری اطراف میں سلامتی پھیلاتا ہے اور پھر لوگ اچھے کاموں کے لیے فارغ ہوتے ہیں،وہ مہینوں اور سال ضائع کرنے کے بجائے تعمیر وتعمیر نو کے لیے خود کو وقف کرسکتے ہیں، جھگڑے، سازشیں،خونریزی اور پیسے کا ضیاع ہوتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی:

---

[1] النساء:4/63

Al nisa:4/34

[2] أیضا:4/128

Ibid: 4/128

[3] ۔ محمد عبد الخالق الباجوری مؤلف غنیۃ شرح الصحیح للبخاری (المتوفی 1882ء) وہ اپنے زمانے کے لوگوں میں حدیث کے ایک مشہور عالم تھے۔1225ھ/1858ء میں صوبہ خیبر پختونخواہ کے علاقے باجوڑ میں پیدا ہوئے،ایک علمی گھرانے کے ساتھ اس کا تعلق ہے،انہوں نے کتابیں لکھیں جن میں غنیۃ القاری، شرح صحیح البخاری شامل ہیں،ان کا انتقال 1402ھ 1982ء میں ہوا۔

[4] الشیخ عبد الخالقؒ باجوڑی،غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری،(المتوفی 1882ء)(مخطوط)

Al-Shaykh Abd al-Khaliq Bajuri, Ghunyah al-Qari Sharh al-Sahih by Bukhari, (died 1882) (Hand Written manuscript)

[5] نفس مصدر

Ibid

[6] التوبۃ 9/38

Al Tobah: 38

[7] غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری

Ghunyah al-Qari

[8] غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری

Ghunyah al-Qari

[9] الأزهري: محمد بن أحمد، تهذيب اللغة، دار إحياء التراث العربي بيروت، 2001م، ص4/142۔مادہ: ص ح

Al-Azhari: Muhammad bin Ahmed, Tahdeeb al-Laghga, Dar Ihya Al-Tarath al-Arabi, Beirut, 2001, p. 4/142.

[10] اِبن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، ص2/216

Ibn Manzoor, Muhammad bin Makram Afrika, Lisan al-Arab, Dar Sadir, Beirut, 1414 AH, p. 2/216

[11] أیضا، ص4/142۔مادہ: ص ح

Ibid:4/142

[12] بدر الدین محمود بن أحمد العینی، لبنایۃ شرح الھدایۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2000م۔ج10ص3

Badr al-Din Mahmood bin Ahmed al-Ainy, Lubnayah Sharh al-Hidayah, Dar al-Kutub al-Elamiya, Beirut, 2000, vol. 10, p. 3.

[13] ایضا

Ibid

[14] لجنۃ علماء برئاسۃ نظام الدین البلخي، الفتاوی الھندیۃ، دار الفکر، 1310ھ۔ص4/228

Committee of Ulama under chairmanship of Nizam al-Din Al-Balkhi, Al-Fatawa Hindiah, Dar al-Fikr, 1310 AH. p. 4/228

[15] النساء:4/114

AL Nisa:114

[16] الحجرات:49/9

Al Hujrat: 49

[17] النساء:4/128

Alnisa:128

[18] ال عمران:3/104

AL Imran:104

[19] البقرۃ:2/224

Al Baqarah: 224

[20] أبو جعفر الطبري، محمد بن جریر، جامع البیان في تأویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، 2000م، ص4/425

Abu Jafar al-Tabari, Muhammad bin Jarir, Jami al-Bayan fi Taweel al-Qur'an, Al-Risalah Foundation, 2000, p. 4 / 425

[21] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، داراحیاء التراث، بیروت: ص3/1271، حدیث نمبر:6622

Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Darahiya al-Tarath, Beirut: p. 3/1271, hadith number: 6622

[22] النساء:114/4

Al Nisa: 114

[23] أيضا،

Abid

[24] جامع البيان في تأويل القرآن، ص201/9

Jami al-Bayan fi Taweel al-Qur'an, pp. 9/201

[25] النساء:114/4

Al Nisa:114

[26] القرطبي، أبوعبدالله محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، دار الكتب المصرية، القاهرة، 1964م، ص385/6

Al-Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad, Al-Jami'a for the Laws of the Qur'an, Dar al-Kutub al-Misri, Cairo, 1964, p. 6/385

[27] الطيالسي، أبوداود سليمان بن داود، مسند أبي داود الطيالسي، دار هجر، مصر، 1999م۔ ص471/1، حدیث نمبر:599

Al-Tayalasi, Abu Dawood Sulaiman bin Dawood, Musnad Abi Dawood Al-Tayalasi, Dar Hijr, Egypt, 1999 AD. p. 1/471, hadith number: 599

[28] تفسير القرطبي، ص385/6

Tafsir al-Qurtubi, p. 6/385

[29] أيضا

Ibid

[30] الشیخ عبدالخالقؒ باجوڑی، غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری، (المتوفی 1882ء)(مخطوط)، ص5/7

Ghunyah al-Qari Sharh al-Sahih by Bukhari, (manuscript), p. 7/5

[31] أيضا، ص1/7

Ibid:7/1

[32] النساء:114/4

Al Nisa:114

[33] الرازي إبن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد، تفسير القرآن العظيم، مكتبة نزار مصطفى الباز، المملكة العربية السعودية، 1419ھ،:1065/4

Al-Razi Ibn Abi Hatim, Abu Muhammad Abd al-Rahman Ibn Muhammad, Tafsir al-Qur'an Al-Azeem, Nizar Mustafa Al-Baz Library, Saudi Arabia, 1419 AH: 4/1065

[34] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، دارالشعب، قاہرہ، 1987، حدیث نمبر:2691۔

Muhammad Bin Ismail Al-Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Dar al-Shab, Cairo, 1987, No: 2691.

[35] الحجرات:9/49

Al Hujurat:09

[36]غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری (مخطوط):7/2

Ghunyah al-Qari Sharh al-Sahih by Bukhari, (manuscript), p. 7/2

[37]عمدة القاري شرح صحيح البخاري:13/268

Umada al-Qari Sharh Sahih al-Bukhari: 13/268

[38]ایضا

Ibid

[39]الحجرات9:49

Al hujurat:09

[40] صحیح البخاری، ج2، ص66، حدیث نمبر:2690

Sahih Al-Bukhari, Volume 2, Page 66, Hadith Number: 2690

[41] صحیح البخاری، حدیث نمبر:2693

Sahih Al-Bukhari,Hadith Number: 2693

[42] صحیح البخاری، حدیث نمبر:2560

Sahih Al-Bukhari, Hadith Number: 2560

[43]أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، ص4/280، حدیث نمبر:4919

Abu Dawood Sulaiman bin Al-Shaath al-Sijistani, Sunan Abi Dawood, Al-Maqabah Al-Asriyah, p. 4/280, Hadith No: 4919

[44] أبو الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي، عون المعبود شرح سنن أبي داود، المكتبة السلفية البلد: المدينة المنورة، 1968م ص، 9/2197

Abu al-Tayyib Muhammad Shams al-Haq al-Azeem Abadi, Aun al-Ma'boud Sharh Sunan Abi Dawud, al-Maqaba al-Salafiya al-Bal–ad: Al-Madinah al-Munawarah, 1968 p. 9/2197

[45] صحیح البخاری، حدیث نمبر:2546

Sahih Al-Bukhari, Hadith Number: 2546

[46]غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری (مخطوط) ج7 ص3

Ghaniyyah al-Qari Sharh al-Sahih by Bukhari, (manuscript) vol. 7 p. 3

[47]الترمذي أبو عيسى محمد بن عيسى، سنن الترمذي، دار الغرب الإسلامي، بيروت، 1998م، حدیث نمبر:1939

Al-Tirmidhi Abu Isa Muhammad bin Isa, Sunan al-Tirmidhi, Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, 1998 AD Hadith No. 1939

[48]جلال الدين السيوطي، الديباج على صحيح مسلم، دار ابن عفان للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، 1996م:3/81

Jalal al-Din Al-Suyuti, Al-Dibaj Ali Sahih Muslim, Dar Ibn Affan for Distribution, Al-Malmak al-Arabiya Saudi Arabia, 1996: 3/81

[49] صحیح البخاری، حدیث نمبر:6930

Sahih Al-Bukhari, Volume 2, Page 66, Hadith Number: 6930

[50] غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری،(مخطوط)،ج7،ص5

Ghunyah al-Qari Sharh al-Sahih by Bukhari, (manuscript), p. 7/5

[51] صحیح البخاری،،حدیث نمبر:2695

Sahih Al-Bukhari, Hadith Number: 2695

[52] ایضا:حدیث نمبر:2550

Ibid:2550

[53] غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری،(مخطوط)،ص7/5

Ghunyah al-Qari Sharh al-Sahih by Bukhari, (manuscript), p. 7/5

[54] سنن الترمذي،حدیث نمبر:1352

Sunan al-Tirmidhi, hadith number: 1352

[55] صحیح البخاری،حدیث نمبر:2693

Sahih Al-Bukhari, Hadith Number: 2693

[56] صحیح البخاری،حدیث نمبر:2546

Sahih Al-Bukhari,Hadith Number: 2546